سو لفظی کہانیاں

مرتب

نورین خان

سو لفظی کہانیاں

حصہ دوم

مرتب

نورین خان

نخرے

از قلم : محمد ذوالقرنین

موسم بڑا سہانا تھا۔ بادلوں نے پورے آسمان کو ڈھانپ رکھا تھا۔ پٹھان اپنی بیوی کے ساتھ گھر میں بیٹھا تھا۔ بات سے بات چلی تو دونوں میں یہ طے پایا کہ آپ کہیں باہر گھومنے چلتے ہیں اور اس بار پٹھان اپنی مرضی سے کسی جگہ لے جائے گا۔ دونوں جلدی جلدی تیار ہوئے اور پیدل ہی چل دیے۔ چلتے چلتے رستے میں ایک قبرستان آیا۔ پٹھان اندر جانے لگا تو پیچھے کھڑی اس کی بیوی بولی : یہ تم کہاں جا رہے ہو؟ پٹھان : ماڑا، ساری دنیا یہاں آنے کے لیے مرتی ہے اور تم ہے کہ نخرے کرتی ہے۔

تحریر : سیدہ حفظہ احمد

عنوان : چھوٹی خالہ

سو لفظی کہانی

صنف : مزاح

"انعمتہ ! ہم بازار جارہے ہیں ۔ اگر چھوٹا اٹھے تو فیڈر دے دینا اور بڑا اٹھے تو یہ چیزیں رکھی ہیں، اسے دے کر بہلا لینا ۔" نادیہ اپنی بہن کو سمجھا کر روانہ ہو گئی ۔

دو گھنٹے گزر چکے تھے ،چھوٹا منا اٹھا تو اس نے فیڈر دے دی ۔ پھر بڑا منا اٹھا ، تھوڑی دیر رونے کے بعد وہ بھی کھیل میں لگ گیا ۔

انعمتہ نے چیز کی تھیلی کھولی ۔ چپس ، بسکٹ اور پھر چاکلیٹ کے بعد سب چٹ کر گئی ۔ ہاتھ جھاڑ کر خالی تھیلی کو کھڑکی سے باہر پھینک کر کہا :

"چھوٹی عمر میں خالہ بننے کا کوئی تو فائدہ ہوا ۔"

ختم شد

عنوان " خوبی "

تحریر : بلال محسن

لیٹرین میں داخل ہوا تو وہ تیز بارش سے بچنے کے لیے اپنے اہل و عیال کے ساتھ اندر کھڑا تھا۔ انہیں دیکھ کر میرے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تو پیشاب بھی زوروں پہ آیا۔ مجبوراً وہ بھی باہر نہ جا سکتے تھے۔
میں نے مجبوری کے عالم میں شلوار کو نیچے سرکا اور پیشاب کرنے لگا۔ میری نظر بس اس پہ تھی، وہ بھی آنکھ چرا کر مجھے دیکھتا رہا۔
اس واقع کو کئی دن گزر گئے، مگر اس نے میری اس حرکت بارے میں کسی کو نہ بتایا۔ لال بیگ کی یہ خوبی مجھے بہت پسند آئی۔

عنوان : خالی فریم کا کمال

سجل راجہ اسلام آباد

"سیاہ بادل چوبیس گھنٹے کیوں چھائے رہتے ہیں ؟"

دادو کے سوال پر طاہر نے دیکھا تو سورج تیز روشنی دے رہا تھا۔ طاہر نے نوٹ کیا کہ جب سے دادو کا آنکھ کا آپریشن ہوا یہی بات کہتی ہیں۔ آج بابا ماما کی غیر موجودگی میں دادو نے کہا تو طاہر نے دادو کے کالے شیشے والا چشمہ اتار کر خالی فریم آنکھوں پر لگا دیا۔ دادو خوش ہو گئیں۔ کیونکہ دادو کو اب کالے بادل نہیں مطلع صاف نظر آ رہا تھا۔ لیکن بابا ماما کی واپسی پر دادو کو پھر سے سیاہ بادل نظر آنا شروع ہو گے۔

لکھاری : نورین خان
شہر : پشاور
صنف : افسانچہ

رات کے گھپ اندھیرے میں شکورا دیوار پھلانگ کر گھر کے اندر داخل ہوا۔ باہر گھر کا پورا جائزہ لینے کے بعد وہ گودام میں گیا، وہاں ٹوٹا بکس پڑا تھا جس پر تقریبا زنگ لگ چکا تھا اسکو کھولا، مگر وہ بھی خالی تھا۔ اسکے بعد شکورے نے دوسرے کمرے کی تلاشی لی مگر افسوس اسے وہاں بھی کچھ نا ملا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکلا تو اسے برآمدے میں ایک بوڑھا آدمی سویا ہوا نظر آیا۔ شکورا واپس جانے لگا مگر یکایک اسے ایک آواز سنائی دی۔

شکورے ! میں جانتا ہوں تو نامی گرامی ڈاکو ہے، اگر تمھیں میرے گھر میں کچھ نہیں ملا تو میں ڈھونڈنے میں مدد کرو؟

اس پر شکورا ڈاکو بولا

بزرگوار ! نیستی بھی ایک نعمت ہے

آج تو بچ گیا

اور بزرگ بولا شکر الحمد اللہ

عنوان : بد تمیز بچی

طوبیٰ نور خانم ______

مہندی کا فنکشن تھا، ایک خاتون کافی دیر سے پارلر والی سے میک اپ کروانے میں مصروف تھی اور مصنوعی پلکیں لگوا کر بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

ایک بچی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔

پھر تھوڑی دیر میں وہ عورت دوسری عورتوں سے کہہ رہی تھی کہ "میری پلکیں پورے خاندان میں سب سے حسین ہیں"۔ بچی نے سن لیا۔

بچی کا ضبط ٹوٹا اور کہنے لگی "جھوٹ مت بولیں ابھی پارلر والی سے نقلی پلکیں لگوائی ہیں آپ نے" پھر وہ عورت بچی کو لیے محفل میں پوچھتی پھر رہی تھی کہ یہ بد تمیز بچی کس کی ہے؟

لکھاری : کنزہ محمد رفیق قریشی
شہر : میرپورخاص
صنف : مزاح نگاری

نوسالہ ابرش تیسری جماعت سے نئے سکول میں داخل ہوئی۔ پھر ٹھیک دوماہ بعد اسکول میں پیپرز شروع ہو گئے۔ ابرش بہت ذہین تھی۔ اسی سبب کلاس میں سب سے پہلے پیپر کر کے سر کے حوالے کرنے لگی۔ سر، ہم نے پیپر کرلیا۔ اب کیا کریں؟ سر نے غصہ میں کہہ دیا۔ پھاڑ کر ڈسٹبن میں پھینک دو۔ ابرش نے حکم کی تعمیل کی، اور پیپر پھاڑ کر ڈسٹبن کے میں ڈال دیا۔ جب سر پوری کلاس سے پیپرز جمع کرنے لگے تو ابرش سے پیپر مانگا۔ وہ معصوم کہنے لگی سر وہ تو ڈسٹبن میں پھینک دیا۔ سر نے ہاتھ ماتھے پر رکھے اسے اکیس توپوں کی سلامی پیش کی۔

سو لفظی مزاح نگاری ______ اسماء اختر انصاری

عنوان ______________ وقت

شادی کے کئی سال انتظار کے بعد آخر کار اللہ نے ماسٹر صاحب کی سن ہی لی۔

ہر کام میں وقت کے پابند ہیڈ ماسٹر صاحب شام سے بے چینی کے ساتھ بار بار گھڑی دیکھتے اور ٹہلتے رہے۔

رات تین بجے نرس نے آکر کہا .

"مبارک ہو ماسٹر صاحب بیٹا ہوا ہے۔ "

ماسٹر صاحب گھڑی دیکھتے ہوئے بچے کے قریب غصے میں گئے اور بچے کو ایک تھپڑ مارا۔

بیوی نے حیرت سے کہا " بچوں کو کوئی ایسے مارتا ہے ؟ "

ہیڈ ماسٹر نے کہا۔

"یہ پہلی رات ہی تین بجے گھر آیا جب جوان ہو گا تو کس وقت گھر آئے گا؟ "

سو لفظی کہانی

عنوان : ہوشیاری !!

لاہور کی چھوٹی سی گلی میں انیس بھائی کی بسکٹ ، چاکلیٹ کی دکان تھی ۔ وہ خود کو بہت ہوشیار سمجھتے تھے اسی لیے بچوں کو پانچ روپے والی چاکلیٹ دس روپے میں بیچتے تھے ۔

بچے آتے چاکلیٹ خریدتے اور ایمانداری سے پیسے ڈبے میں ڈال جاتے ۔

ایک دن اسد ، انیس بھائی کی دکان سے ڈھیر ساری چاکلیٹس ،ٹافی ، بسکٹس خریدنے آیا ۔ وہ دو ماہ کے لیے ملتان جا رہا تھا ۔

انیس بھائی اپنے موٹے چشمے کے پیچھے سے اسے دیکھتے اور خوش ہوتے رہے ۔

اور اسد جعلی پیسوں سے ڈھیر ساری چیزیں خرید کر خوشی خوشی گھر چلا گیا ۔

احساس

بقلم_ہادی_خان

"یہ تمام ادویات چاہییے۔" اس کی چار انگلیوں میں بیش قیمتی نگینے جڑے ہوئے تھے۔

متاثرکُن شخصیت کا مالک وہ کسی رئیس زادے کی پہچان دے رہا تھا۔

شانِ بے نیازی سے وہ پانچ ہزار کا نوٹ سامنے کاؤنٹر پر گرا کر انتظار کرنے لگا۔

"سر سات پرسنٹ کنسشن کردی ہے۔" میڈیکل اسٹور والے نے داد وصولنی چاہی۔

وہ ایک پھیکی سی مسکراہٹ دے کر چلا گیا۔

"بیٹا مجھے یہ دوا دینا۔" بڑھیا نے کاغذ سامنے رکھا اور تڑے مڑے نوٹوں کو گننے لگی۔

"یہ دوا نہیں ہمارے پاس۔"

"۵۰ اکی دوا اب میں اسے میں ۱۳۰ میں دے دوں۔" وہ بڑبڑایا۔

از قلم : سیدہ عاتکہ شبیر

شہر : ماموں کانجن

ہر خاندان میں کوئی نہ کوئی ایک ایسی چیز ہوتی ہے جسکے نام کے ساتھ خاندانی نام لگایا جاتا ہے جیسے کے خاندانی کنگن ، فلاں فلاں ، اسی طرح میری امی کے جہیز کی استری بھی جسے خاندانی استری بھی کہا جاتا ہے یہ ایسی استری ہے جیسے کسی ماں باپ کے ہاں اکلوتی اولاد اور انتہائی لاڈ پیار کی وجہ سے بگڑ گئی ہو یا ایک ایسا بچہ جس کی ذرا سی فرمائش پوری نہ تو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے یا پھر غصے میں آکر کچھ الٹا سیدھا کر بیٹھنے کا خدشہ ہوتا ہے ٹھیک اُس طرح کی مثال ہماری استری پر بھی لاگو ہوتی ہے یوں تو ہر وقت اپنے تخت پر نوابوں کی طرح جیتی ہے اور موڈ بادشاہوں جیسا رکھتی ہے ، اگر موڈ خراب ہو جائے تو ہر چیز کا ستیاناس کر دیتی ہے اور ذرا سی ٹھوکر لگی تو جناب صاحب کی ہڈیاں شکستگی کا شکار ہو کر اپنے تخت کے کسی کونے میں منہ بسورے بیٹھی ہوتی ہے ، اس وجہ سے محترمہ کی آؤ بھگت شروع ہوتی ہے محفوظ ہاتھوں میں اسے مکینیکل ہاسپٹل میں پہنچایا جاتا ہے جہاں سے کئی گھنٹے تک علاج جاری رہنے کے بعد چھٹی دے دی جاتی ہے اور نہایت ادب کے ساتھ پیش آنے کی اور گھر تک پہنچانے کی تلقین کی جاتی ہے ، اگر محبت سے کام لیا جائے تو ہواؤں میں اڑتی نظر آتی ہے ، میڈم کی ناراضگی کا ایسا ڈر ہوتا ہے کہ بندہ ہاتھ لگانے سے پہلے سو بار سوچتا ہے موڈ خراب ہو جائے تو کام کرنے کی بجائے نیچے بچھائے ہوئے کپڑوں پر مٹر گشت کرتی نظر آتی ہے اور اگر غصہ آجائے تو کپڑوں کو گلے لگا کر ایسا چومتی ہے انسان پہننے کے قابل نہیں رہتا اور سوچوں کی وادی میں گم اُسے آر پار تکتا رہ جاتا

فائزہ حسین

میں لہراتی ہوئی اپنی مستی میں مست ، یہ میرا ہاتھ ٹکرایا اور یہ امی کے جہیز کی
نفیس سی چینی کی پیالی زمین بوس ،،
نا جانے کہاں سے امی نمودار ہوئیں ،
تب مجھے پتہ چلا کہ کیسے ، نانا نے جہیز کے لیے پیسے جوڑے ،کیسے نانی نے
دکان کے سو چکر لگا کر دام مناسب لگوائے ، اور کیسے وہ پیالی آج میں نے
توڑی ،
کچھ دن بعد اسی سیٹ کی پیالی امی کی وجہ سے ٹوٹ گئی ،
لیکن اس دن بھی غلطی میری تھی کیوں کے بقول امی کے کچھ دیر پہلے میں
پیالی کو گھور کر دیکھ رہی تھی ۔

جوڑی نہلے پہ دہلا

تحریر "رمشاء خالد"

"وہ پیدائشی بھینگا تھا اوپر سے گنجا بھی مگر!

بیوی اسے" چاند "سی چاہیے تھی-

کئی لڑکیاں ریجیکٹ کرنے کے بعد آخر ایک لڑکی پسند آ ہی گئی جس کو میرج

بیورو والوں نے دکھایا تھا-

"چندا "واقعی چاند کا ٹکڑا تھی-چٹ منگنی پٹ بیاہ ہوا اور "چندا "دلہن بن

کر اس کے آنگن میں آ گئی ---

اسلام علیکم!

دلہن نے سر ہلا دیا

اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا-وہ بیڈ پر بیٹھنے لگا تو گر پڑا کہ بغیر عینک

اسے سب دو، دو نظر آتا تھا

چندا بے ساختہ بولی!

ہائے میں مر داواں تھر تھاج دی پھر !(ہائے میں مرجاؤں سر تاج جی)

چراغوں میں روشنی نہ رہی صاحب

دھوکہ

مہوش اسد شیخ

دونوں کو بات چیت کرنے کے لیے تنہا چھوڑ دیا گیا.

" میں ایک منٹ آتی ہوں. "

لڑکی کہہ کر باہر نکل گئی، واپس آئی تو چہرے پہ پانی کے قطرے دکھائی دے رہے تھے.

میں نے سوچا ایک دوسرے کو دھوکے میں نہ رکھا جائے، میں سانولی ہوں، میک اپ کا دھوکہ دھو آئی ہوں.

" ہونہہ ... آپ کی یہ ادا پسند آئی. "

لڑکا دھیرے سے مسکرا دیا.

سر سے وگ اتار کر ایک طرف رکھی. تھوڑی جدوجہد کے بعد اوپری دو دانت اتار کر جیب میں ڈال دئیے، بیلٹ ڈھیلی کی تو مٹکے سا پیٹ آغوش میں آ گرا.

سو لفظی مزاحیہ کہانی۔۔۔۔اقصی رانا

عنوان۔۔۔۔۔۔۔مراسی اور پولیس

ایک مراسی بہت غریب تھا غربت کے ہاتھوں تنگ ہو کر روز ایک کاغذ لے کے اس پہ لکھتا ہے کہ اللہ ایک لاکھ بھیج دے اور کاغذ غبارہ میں ڈال کے اڑا دیتا ہے مراسی روز ایسا ہی کرتا تھا اتفاق سے وہ غبارہ روز ساتھ کے پولیس اسٹیشن گرتا وہ لوگ پڑھ کے ہنس دیتے ایک دن تنگ آ کے سوچا مدد کر دیں سب نے پیسے جمع کیے وہ پچاس ہزار بنے اور مراسی کے گھر دے آئے اگلا دن پھر پولیس اسٹیشن ایک غبارہ گرا جس میں خط تھا اور لکھا تھا اللہ جی آپ کے بھیجے پیسے مجھے مل تو گے مگر آپ نے پولیس والوں کے ہاتھ کیوں بھیجے چوروں نے آدھے خود رکھ لیے 😂😂😂

سدرہ المنتہٰی

" کہانی سو الفاظ کی "

نور نے پارلر کا کورس کیا تو پریکٹس کرنے کے لیے وہ ہر آنے والی مہمان رشتے دار خاتون کے ساتھ تجربے کرنا فرض سمجھتی۔ ممانی آئیں۔ لائیں ممانی آپ کی بھنویں بنا دوں۔ ممانی بھی دو سو روپے بچانے کے چکر میں بیٹھ گئیں۔ بھنوؤں کی تراش خراش کرتے اس نے ساری کھیتی صاف کر دی۔ ممانی آئینہ دیکھ کر اسے کوسنے دیتی منہ چھپا کر چلی گئیں۔ اپنے بال کاٹنے کے لیے شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے اندازے سے قینچی چلائی۔

بال نوک کی طرف سے کٹنے کی بجائے گدی سے کٹ گئے۔ شیشے میں اپنے بچنے والے چار بال دیکھ کر وہ بے اختیار چلائی

ہائے میں لنڈی بھینس بن گئی

ثنا انور

ڈنر

"فیض! آج ہم شادی کے بعد پہلی مرتبہ باہر ڈنر کر رہے ہیں۔" اس نے مینیو کارڈ دیکھتے ہوئے کہا۔

جی بالکل! آج ہمیں موقع مل ہی گیا۔

ایسے کرتے ہیں کچھ ہلکا پھلکا منگا لیتے ہیں:

"دو کلب سینڈوچ، ایک تندوری پیزا، پاستا، کھاؤسا اور صرف فروٹ ڈیزرٹ کافی ہے۔" اس نے آڈر بک کرایا۔

فیض نے اپنی جیب ٹٹولی اور بولا:

"میرا پرس تو گھر میں رہ گیا۔"

او! اب کیا کریں۔

"ایسا کریں کہ بِل آپ دے دینا۔"

ٹھیک ہے! لیکن مجھے پیٹ کچھ بھرا بھرا سا لگ رہا ہے۔ صرف فروٹ ڈیزرٹ ہی کافی رہے گا۔

" ایویں ای ڈیڑھ سو۔۔۔ڈھائی سو لگانا ہے لگاؤ"

بازار میں پھیری والا پلاسٹک کے کچھ برتن ریڑھی پہ لیے گھوم رہا تھا۔

سیل ۳۰۰

سیل ۳۰۰

شاپنگ بیگ سنبھالے وہاں سے گزرنے لگے کہ ہماری نظر ایک پلاسٹک کے ڈبے پہ جا ٹھہری۔۔ ماں جی سے فرمائش کی یہ ڈبہ چاہیے۔

ماں جی رکی ریڑھی سے ڈبہ پکڑا الٹ پلٹ کر دیکھا اور قیمت پوچھی۔

ریڑھی والے بھائی نے بتایا ۳۰۰ کی سیل ہے۔۔۔ ماں جی نے تنک کے جواب دیا "چھوٹا سا پلاسٹک کا ڈبہ ہے ۳۰۰ والا کیا ہے اس میں۔۔۔ قیمت کم کرتے ہو تو ٹھیک نہیں تو رہنے دو"

ریڑھی والا فٹ سے ڈبہ شاپر میں ڈالنے لگا اور بولا "لاؤ ڈیڑھ سو"

ماں جی بولی " ایویں ای ڈیڑھ سو ڈھائی سو لگانا ہے لگاؤ۔۔۔ اتنے پیسے نہیں اب ہمارے پاس"

ریڑھی والا بھائی ہنسنے لگا اور ہم بھی کھسیانے سے ہنس دیے۔

سو لفظی کہانی

عنوان : بھنگی

اس نے ہماری مردانگی کو للکارا ہے ...

"کہ ہم ڈرتے ہیں"

اب تو اس کے گھر جا کے پیار کا اظہار کریں گے....

مزمل نے دوست کو کہا اور دونوں ہنسنے لگے...

اس کے گھر جانے کے لیے تیار ہوا.

بن سنور کے اس کے گھر کی طرف چل پڑا...

بارش بھی شروع ہو گئی.

...ابھی وہ اس کے گھر کا دروازہ بجاتا اس کا پاؤں پھسلا... وجود زمین

پہ... سر کیچڑ میں اور ہاتھ دروازے پہ جا لگا...

ابھی وہ اٹھتا... وہ نکلی....اور واپس مڑتے ہوئے بولی...

اماں جس" بھنگی "کو تو نے بلایا ہے وہ آ گیا....

سلمیٰ کشم

کہانی آوٹنگ

میں آوٹنگ پہ کیا نکلی سارا جہاں ہی الٹ پلٹ چلنے لگا۔

بہن نے صبح سے پہلے ہی جگا دیا صبح کے پورے گیارہ بجے تھے۔ ادھ کھلی بھینگیں آنکھوں سے ہوٹل کی بالکونی تک آئی تو کیا دیکھا۔۔۔

آسمان پر سورج کی بجائے چاند ہے۔

اور ستارے عجیب عجیب شکلیں بنائے مجھ معصوم کو دیکھے دانت پیس رہے ہیں۔

اس منظر کی ہیبت طاری ہوئی تو نیچے سوئمنگ پول کی طرف گئی۔

جونہی چھلانگ لگائی پول کے سخت فرش نے میری ہڈیوں کی خبر لے لی۔

پھر سوچا فرنگیوں کی طرح سن باتھ لی جائے سن گلاسز لگا کے استراحت سے لیٹی تو پتا چلا سن تو ہے نہیں باتھ کا ہے کا

پھر میری نظر سامنے کھڑے کلمو ہے محبوب پہ پڑی تو بات سمجھ آئی۔

اس کا منہ دیکھا تھا اس لیے یہ ہو رہا ہے۔

سلمیٰ کشم

کہانی نوک جھونک

"ارے سنتے کیوں نہیں دس بار آواز دے چکی ہوں"

دھوتی اور اوپر چڑھی بیان پہنے چاند سر لیے شوہر بوتل والے جن کی طرح کیچن میں حاضر ہوا۔

"وہ میں سمجھا تم برتنوں کو پیخ رہی ہو"

وہ ڈرتے ہوئے بولا۔

"تواب تم میرے برتنوں کی آواز بھی نہیں سمجھتے۔۔۔ میرے ہاتھ سے گرنے والے ہر برتن کا الگ الگ مطلب ہوتا ہے"

بیوی نے منہ بنایا۔

اتنے میں صحن سے بچہ آکر شیشے کا گلاس زور سے فرش پہ مار دیتا ہے۔

"امی، ابو اس برتن نے بھلا کیا بولا"

وہ تالی بجاتے اچھلتا اور چہکتا ہے۔

ایک شاہین اور پتنگ

انعام اللہ 😄

ایک شاہین آسمان کی بلندیوں میں پرواز کر رہا تھا تو اس نے اپنے ساتھ ایک پتنگ کو دیکھا اسے بڑا تعجب ہوا کہ یہ پتنگ بغیر پروں کے کیسے میرے ساتھ پرواز کر رہا ہے اس سے رہا نہ گیا تو اس نے پتنگ سے پوچھ ہی لیا کہ تم بغیر پروں کے اتنی اونچی اڑان کیسے بھر لیتے ہو؟

اس پر پتنگ کو غصہ آگیا اس نے کہا کہ تم اپنے کام سے کام رکھو میری اڑان میں ٹانگ مت اڑاؤ

سبق : کوشش کریں دوسروں کی کامیابی میں ٹانگ مت اڑائیں اگر وہ کسی مقام تک پہنچ گیا ہے تو اس میں اس کی محنت ہے آپ بھی محنت کر کے یہ مقام پا سکتے ہیں

عنوان : ساگ

از قلم : تحریم فاطمہ

ایک شہری دیہاتی دوست کے گھر مہمان بن کے گیا سوچنے لگا تین دن خوب کھاؤں پیوں گا .

کھانے کا ٹائم ہوا ہاتھ دھو کے بیٹھا انتظار کرنے لگا دل ہی دل میں بڑا خوش ہو رہا تھا کہ کچھ اچھا کھانے کو ملے گا

کھانا آیا کٹورا دیکھا تو ساگ منہ چڑھا رہا تھا نہ چاہتے ہوئے بھی یہ سوچ کے کھانے لگا چلو کوئی نہی کل کجھ چنگا کھوں نو دیسن ۔ (کچھ اچھا کھانے کو دیں گے)

اگلے دن پھر منہ ہاتھ دھو کے

کھانا کھانے لگا دیکھا پھر وہی ساگ سوچنے لگا کوئی نہی آج کھا لیتا ہوں کل آخری دن ہے بکرا شکرا کھلائے گے

تیسرا دن کھانا کھانے کیلیئے بیٹھا دیکھا پھر ساگ دوست سے کہتا یار مینو دس اہے ساگ کتھے لگا میں آپ چر آنداں (یہ ساگ کہاں لگا یا ہے میں خود چر آتا ہوں)

کہانی۔ بخت بھری
خلیل رحمان بلوچ

گھر پہنچا تو بیوی نے کہا کیا گُل کھلا کر آئے ہو؟
خیر اُس کی بات کو نظر انداز کر کے میں کمرے میں چلا گیا۔
ابھی گیا ہی تھا کہ وہ پھر پیچھے آ گئی
نامرد کہیں کے کدھر تھے
میں بھی سوچ میں پڑ گیا تین بچے بھی ہیں کیوں مُجھے نامرد بول رہی ہے
میں نے کہا کہنا کیا چاہتی ہو؟
اُس نے کہا یہ تمہاری گردن پہ نشان کس چیز کا ہے ؟
میں نے کہا میں اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ رنگ ریلیاں منا رہا تھا
اُس نے مُجھے شور سے کاٹا ہے یہ نشان اُس چیز کا ہے
بیوی نے جونہی ادھ جلی لکڑی اُٹھائی مارنے کیلیئے تو میں نے پکڑ کر کہا جی یہ جو سبزی منڈی میں کام کرتا ہوں
سیب کی کریٹ اُٹھانی پڑ گئی کُلی نہیں تھا تو اُس کا نشان ہے
بخت بھری آپ کا بخت سلامت۔۔۔